خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ قادیان بہت ترقی کرے گا

(فرمودہ ۹- ستمبر ۱۹۴۲ء)

۹ ستمبر ۱۹۴۲ء بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مکرم میاں صلاح الدین صاحب ابن جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل کا نکاح محترمہ اقبال جہاں بیگم بنت کیپٹن عمرحیات خان صاحب ساکن بنوں سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ [1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور وہی لوگ اس قدرت کا مشاہدہ کرسکیں گے اور کرتے ہوں گے اور اس سے لطف اٹھا سکتے ہوں گے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ابتدائی ایام کے حالات کو دیکھا ہو، بعد میں آنے والے اس کا اندازہ اور قیاس نہیں کرسکتے۔ جبکہ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی جب قادیان میں احمدیوں کی تعداد اس چھوٹی سی بستی میں بھی آٹے میں نمک کے برابر نہیں تھی، جب ساری احمدی آبادی صرف تین گھروں میں محصور تھی، ہمارا گھر تھا، حضرت خلیفہ اول کے مکان کا کچھ حصہ تھا یا وہ مکان تھا جہاں مولوی قطب الدین صاحب اب مطب کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح تیسری عمارت موجودہ مہمان خانہ کی تھی، یہ صرف چار عمارتیں اس زمانہ میں تھیں درمیان کی عمارتیں، ساتھ کی عمارتیں، بورڈنگ اور مدرسہ کی عمارتیں سب بعد کی ہیں۔ خود یہ گھر جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے بہت چھوٹا سا تھا اور اس کے کئی حصے اس وقت نہیں بنے تھے تو یہ تھوڑی سی آبادی تھی جو اس وقت احمدی جماعت کہلاتی تھی۔ مجھے یاد ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پہلا جلسہ تھا یا

دوسرا پہلا تو غالباً نہیں ہوگا کیونکہ مجھے اس کا نظارہ اچھی طرح یاد ہے ۱۸۹۱ء میں پہلا جلسہ ہوا ہے اور اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی اس لئے غالباً یہ دوسرا جلسہ ہوگا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جہاں آج کل مدرسہ احمدیہ ہے یہاں ایک پلیٹ فارم بنا ہوا تھا۔ پہلے یہاں فصیل ہوا کرتی تھی گورنمنٹ نے اسے نیلام کردیا اور اس ٹکڑے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خرید لیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ ٹکڑا زمین ستر روپوں میں خریدا گیا تھا حضرت خلیفہ اول ان دنوں جموں میں تھے جب آپ کو یہ اطلاع ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ زمین خریدنا چاہتے ہیں تو غالباً آپ نے ہی روپے بھجوائے تھے اور آپ کے روپوں سے ہی یہ زمین خریدی گئی تھی۔ اس وقت یہاں ایک چبوترہ سا تھا وہ جگہ اس سے کم ہی چوڑی تھی جتنی اس مسجد مبارک کی چوڑائی ہے لیکن لمبی چلی جاتی تھی مہمان خانے کے ایک سرے سے شروع ہوکر نواب صاحب کے مکانوں کی حد تک چلی گئی تھی اور وہاں فصیل کے گر جانے کی وجہ سے چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ دوسرا جلسہ یا دوسرے جلسے کا کچھ حصہ اس فصیل پر ہوا تھا۔ مجھے یاد ہے ہم اس وقت اس جلسہ اور اس کی غرض و غایت کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے البتہ ایک بات مجھے اچھی طرح یاد ہے اور میں نے اس کے متعلق بعض پرانے لوگوں سے دریافت بھی کیا ہے مگر کسی نے مجھے صحیح جواب نہیں دیا اور وہ یہ کہ اس چبوترے پر دو چھوٹی چھوٹی دریاں بچھادی گئی تھیں جن پر لوگ بیٹھے تھے یہ بات میری سمجھ میں اب تک نہیں آئی کہ اس وقت کیا ہوا کہ ان دریوں کو بار بار اٹھاکر جگہ بدلی گئی تھی اور کئی بار ایسا ہوا کہ پہلے ایک جگہ دریاں بچھائی جاتیں اور جب لوگ بیٹھ جاتے تو تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اٹھاکر دریاں اور جگہ بچھادی جاتیں نہ معلوم دھوپ پڑتی تھی یا کوئی اور بات تھی۔ میں اس کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا اور اس وقت سے لے کر اب تک مجھے کوئی ایسا آدمی ملا نہیں جو اس کی وجہ بتاتا۔ مجھے بچپن کے لحاظ سے یہ نظارہ خوب یاد ہے اور ایک تماشا سا لگتا تھا کہ پہلے لوگ ایک جگہ بیٹھے ہیں اور پھر یک دم کھڑے ہوکر دوسری جگہ بیٹھ جاتے ہیں غرض اس وقت احمدیت کی ساری کمائی دو دریوں پر آگئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کی تعداد اپنی ایک کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں شائع کی ہے اس کو دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت کتنے لوگ جلسہ میں شامل ہوئے پھر جس قدر نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شائع کئے ہیں وہ سارے ایسے نہیں ہیں جو ایک وقت جلسہ میں شامل ہوئے ہوں

اور نہ سارے بڑی عمر کے آدمی ہیں بلکہ ان میں سے کچھ حصہ تو بچوں کا ہے اور کچھ ایسا ہے جو ایک وقت جلسہ میں شامل ہوا اور پھر چلا گیا۔ جلسہ سالانہ چونکہ تین چار دن رہا تھا اس لئے ان شامل ہونے والوں میں سے کوئی ایک دن رہا اور چلا گیا، کوئی دو دن رہا اور چلا گیا، کوئی تین دن رہا اور چلا گیا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "آئینہ کمالات اسلام" میں جلسہ میں شامل ہونے والوں کی ۳۲۷ تعداد لکھی ہے ان میں نہ تو سارے بالغ تھے اور نہ سارے ایک وقت میں جمع ہوئے تھے بلکہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ سو ڈیڑھ سو آدمی جلسہ میں شامل ہوئے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو تھوڑی دیر کے لئے آتے اور چلے جاتے۔ یہ جماعت احمدیہ کا دوسرا سالانہ جلسہ تھا اور اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو اس مسجد میں جتنے لوگ نظر آرہے ہیں ان سے کم ہی اس جلسہ میں نظر آتے تھے۔ پھر خدا نے یہ برکت دی کہ اس نے چاروں طرف سے لوگوں کو جمع کرنا شروع کردیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ الہام پورا ہونا شروع ہوا کہ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ [۲] یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ [۳] تیری طرف دور دور سے لوگ تحائف لے کر آئیں گے کہ سڑکوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اس الہام کے پورا ہونے کا جو لطف ہم لوگ اٹھا سکتے ہیں جنہوں نے پہلا نظارہ دیکھا ہوا ہے وہ لطف وہ لوگ نہیں اٹھا سکتے جنہوں نے قادیان کو بھرپور ہونے کی صورت میں دیکھا۔ وہ لوگ جنہوں نے قادیان کو ۱۹۰۰ء میں دیکھا تھا انہیں بھی اب بہت بڑا فرق محسوس ہوتا ہے مگر ہمیں تو ۱۹۰۰ء کا قادیان بھی بہت آباد دکھائی دیتا ہے۔

پھر جنہوں نے ۱۹۰۷ء میں قادیان کو دیکھا وہ بھی اپنے دل میں اس کی موجودہ حالت کو دیکھ کر بہت بڑا فرق محسوس کرتے ہیں مگر ۱۹۰۷ء میں ہماری یہ کیفیت تھی کہ ہم سمجھتے تھے ہم ساری دنیا پر چھا گئے ہیں اور اب قادیان بہت آباد شہر ہو گیا ہے۔

اس طرح ۱۹۱۳ء میں قادیان کی اور حالت تھی ۱۹۱۴ء میں قادیان کی اور حالت ہو گئی۔ ۱۹۱۷ء میں اس نے اور زیادہ ترقی کی اور ۱۹۴۰ء میں اس کی آبادی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ بعض وہ لوگ جنہوں نے میری خلافت کے ایام میں ہی قادیان کو دیکھا تھا جب وہ پانچ سات سال تک قادیان میں نہ آئے اور اس کے بعد انہیں قادیان کو دیکھنے کا موقع ملا تو انہوں نے ذکر کیا کہ پانچ سات سال کے بعد آکر ہم نے قادیان کو پہچانا نہیں۔ یہ کیسا عظیم الشان نشان ہے جو احمدیت کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا۔ بے وقوف لوگ کہتے ہیں کہ دنیا

میں بعض اور شہر بھی بڑھ جاتے ہیں حالانکہ ان شہروں کے بڑھنے کی وہ وجوہات نہیں تھیں۔ بے شک اب ہوتی جائیں گی کیونکہ خدا نے آخر قادیان کو ہمیشہ ان باتوں سے محروم نہیں رکھنا یہاں بھی تجارتیں ہوں گی اور نئے سے نئے کارخانے کھلتے چلے جائیں گے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائے دعویٰ سے لے کر آج سے دو تین سال پہلے تک قادیان کی ترقی کا کوئی مادی ذریعہ نہیں تھا مگر پھر بھی خدا نے اسے بڑھا کر دکھا دیا اور اس طرح ثابت کر دیا کہ احمدیت اس کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اسی طرح قادیان میں جو مختلف قوموں کے افراد کے آپس میں پیوند لگتے ہیں وہ بھی اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا نشان ہے۔ شاید قادیان میں جتنے نکاح مختلف قوموں اور مختلف علاقوں کے لوگوں کے آپس میں ہوتے ہیں حالانکہ قادیان کی آبادی صرف دس ہزار ہے اتنے نکاح مختلف علاقوں اور مختلف قوموں کے لوگوں کے درمیان شاید لاہور جیسے شہر میں بھی نہیں ہوتے ہوں گے جس کی آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ جب تک اس زمانہ کے لوگ زندہ رہیں گے ان نشانات کو تازہ رکھیں گے مگر بعد میں آنے والے ان نشانات کو صرف کتابوں میں پڑھیں گے اور کتابوں میں پڑھ کر وہ لطف نہیں اٹھا سکیں گے جو ہم اٹھاتے ہیں۔ ہم کتابوں میں ہمیشہ پڑھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو کفار نے یہ دکھ دیا، وہ دکھ دیا اور پھر ان دکھوں کے بعد خدا تعالیٰ نے کفار کو اس رنگ میں اپنے عذاب کا نشانہ بنایا مگر اس کا ہمیں وہ لطف نہیں آسکتا جو حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے صحابہؓ کو آیا کرتا تھا اور نہ اگلی نسل کو وہ لطف آسکتا ہے جو آج ہمیں اللہ تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر آتا ہے آئندہ آنے والے دل کو تسلی دینے کے لئے ضرور خیال کر لیا کرتے ہیں کہ اتنی گری ہوئی حالت تو نہیں ہو سکتی تھی۔

بہرحال جو دیکھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی یوپی کا باشندہ ہوتا ہے، کوئی سی پی اور بنگال کا رہنے والا ہوتا ہے، کوئی سرحد میں رہتا ہے، کوئی سندھ میں رہتا ہے، کوئی پنجاب میں رہتا ہے اور پھر ان کے آپس میں احمدیت کے ذریعہ اس طرح جوڑ ملتے ہیں کہ وہ دونوں ایک چیز ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ عادات کا فرق ہوتا ہے، بعض دفعہ رسم ورواج میں فرق ہوتا ہے، بعض دفعہ تمدن میں فرق ہوتا ہے، بعض دفعہ زبان میں فرق ہوتا ہے مگر پھر بھی ان کے آپس میں نکاح ہو جاتے ہیں۔ ہم نے قادیان میں ٹھیٹھ پنجابیوں کو ٹھیٹھ ہندوستانیوں سے بیاہ کرتے دیکھا ہے۔ ہم نے قادیان میں ایسا بھی دیکھا ہے کہ بیوی اردو کا ایک لفظ نہیں

بول سکتی اور خاوند پنجابی کا کوئی لفظ نہیں سمجھ سکتا۔ ہم نے قادیان میں خاوند کو پشتو میں بڑبڑاتے ہوئے اور بیوی کو اردو میں چہچہاتے ہوئے دیکھا ہے مگر پھر ایسا بھی دیکھا ہے کہ بیوی کا سارا دن سروتا چلتا رہتا ہے اور میاں نے عمر بھر کبھی پان نہیں کھایا ہو تا یہ نظارے ہم نے قادیان میں اکثر دیکھے ہیں۔

(الفضل ۱۸۔ ستمبر ۱۹۴۲ء صفحہ)

۱؎ الفضل ۱۱۔ ستمبر ۱۹۴۲ء

۲؎ تذکرہ صفحہ ۲۰۱۔ ایڈیشن چہارم

۳؎ " " ۲۹۷۔ ایڈیشن چہارم